Al-Qalam القلم
p-ISSN: 2071-8683, e-ISSN: 2707-0077
Volume:27, Issue:1, 2022, pp. 213-230

عصرِ حاضر میں خواتین کیلئے دعوتِ دین کے مواقع اور درپیش مسائل کا جائزہ

An overview of opportunities and obstacles faced by women in the field of da'wah

Dr. Muhammad Abdullah
Associate Professor, Sheikh Zayad Islamic Center,
University of the Punjab, Lahore, Pakistan
Email: abdullah_pu@hotmail.com
Dr Muhammad Sajjad
Associate Professor, Deptt of Interfaith Studies,
Allama Aqbal Open University Islamabad

KEYWORDS
significance of women, development of nations, discharge of the duty, opportunities for women, promulgation of the religion, dissemination of Islam

Date of Publication: 26-06-2022

ABSTRACT
The role and significance of women can't be shunned in any of the societies. The development of nations is incomplete without women. The Preaching of Islam is a vital obligation of a society. In the discharge of this duty, not just men but also women have to play their respective roles. Particularly, in the reformation of the household, only women can play an effective role. In the modern era, there are numerous opportunities for women in the promulgation of the religion; within and without the home. But there are many problems too, that lie in their performance. We will delineate the following points in this article.Problems as a preacher,Problems as an addressee. Especially, because of the expansion of the means of communication, the mediums of awareness have hiked in the society. Then, a society cannot help but get influenced by the western civilization. In these circumstances, the review of the role of women in the reformation of society and the dissemination of Islam is utterly important. It is hoped that this article will open new gateways for the literati. This paper will present in Urdu language.

تمہید

معاشرے میں خواتین کی تعداد اگرچہ اکاوّن فیصد بتائی جاتی ہے، وگرنہ پچاس فیصد تو ایک مسلمہ امر ہے۔ اس لحاظ سے خواتین انسانی آبادی کا نصف ہیں۔ آبادی کے اتنے بڑے حصے کو محض نظر انداز کر دینا کوئی دانش مندی نہیں بلکہ ان کے مسائل پر غور وخوض کرنا وقت کا تقاضا ہے۔ بالخصوص پاکستانی معاشرہ میں، ان کے مسائل کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تجزیہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔ زیرِ نظر مقالہ میں دعوتِ دین کے میدان میں خواتین کی مساعی و جدوجہد، دائرہ کار اور مواقع کا جائزہ لینا نیز دعوتِ دین میں ان کو درپیش مسائل کا حل پیش کرنا ہے۔ مقالہ کو درج ذیل حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

دعوتِ دین کا مفہوم	دعوتِ دین میں عورت کا کردار	دعوتِ دین میں اسوۂ صحابیات
دعوتِ دین کے مواقع	پاکستان میں دعوتِ دین کی تنظیمات	دعوتِ دین میں پیش آنے والے مسائل اور ان کا تجزیہ

دعوت و تبلیغ کے لئے اگرچہ قرآن و حدیث میں متعدد اصطلاحات مذکور ہیں، مگر تین اصطلاحات کا تذکرہ ناگزیر ہے:

(الف) دعوت

دعوت کا سہ حرفی مادہ د۔ ع۔ و ہے۔ دعوۃ مصدر ہے، جس کی جمع دعوات آتی ہے۔ دعوت کا لفظی معنی پکارنا (To call) اور بُلانا (To invite) کے ہیں۔ النداء والطلب، امام راغب لکھتے ہیں: "**الدعا الی الشئ الحث علی قصده**[1] دعا کا مطلب کسی شے کو حاصل کرنے پر اُبھارنا۔ دعوت کا اطلاق آذان پر بھی ہوتا ہے اور کھانے وغیرہ پر بُلانے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ اصطلاحاً دعوت سے مراد وہ پیغام ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کے توسط سے انسان کو دیا ہے کہ وہ دینِ حق (یعنی اسلام) کو پہچانے اور اسے سچا مانیں اور **له دعوة الحق** حضرت محمد ﷺ کی بعثت کا مقصد اسی دعوت کی تجدید تھی۔ یہی دعوتِ اسلام یا دعوۃ الرسول ہے۔[2] اسم الفاعل داعی اور داعیہ ہے۔

(ب) تبلیغ

دعوت کے معنوں میں استعمال ہونے والی دوسری اہم اصطلاح تبلیغ ہے جس کا مادہ ب۔ ل۔ غ ہے۔ لغوی معنی پہنچا دینا۔ باب تفعیل سے ہے جس میں مبالغہ پایا جاتا ہے یعنی انتہا تک پہنچا، اسلام کے پیغام کو پورے اہتمام و کمال کے ساتھ نیز عمدہ اور دلنشیں انداز میں مخاطب تک پہنچا دینا، قرآن و حدیث میں متعدد مقامات پر یہ الفاظ انہی معنوں میں استعمال ہوئے ہیں جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے۔ يَٰٓأَيُّهَا ٱلرَّسُولُ بَلِّغۡ مَآ أُنزِلَ إِلَيۡكَ مِن رَّبِّكَۖ وَإِن لَّمۡ تَفۡعَلۡ فَمَا بَلَّغۡتَ رِسَالَتَهُۥ۔[3] اے رسول ﷺ! جو کچھ آپ ﷺ پر نازل ہوا ہے اسے آگے پہنچائیں۔ اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے رسالت کا حق ادا نہیں کیا۔ اسی طرح آپ کا اپنے پیروکاروں کو حکم دینا کہ وہ فریضہ تبلیغ ادا کریں: **بلغوا عنی ولو آیة۔**[4] آگے پہنچاؤ گو مجھ سے سنی ایک آیۃ ہی کیوں نہ ہو۔) اس سے اسم الفاعل مبلغ اور مبلغہ ہے۔

(ج) امر بالمعروف و نہی عن المنکر

دعوت و تبلیغ کے معنوں میں استعمال ہونے والی ایک اہم اصطلاح امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے جو قرآن و حدیث میں متعدد مقامات پر وارد ہوئی ہے۔ معروف کا اطلاق ہر خیر اور بھلائی پر ہوتا ہے اور منکر کا اطلاق ہر برائی اور شر پر ہوتا ہے۔ گویا خیر و بھلائی کا فروغ اور شر و فساد کا انسداد بھی دعوت و تبلیغ کی ایک صورت ہے۔ امت مسلمہ کی بعثت کا واحد مقصد یہی بتایا گیا ہے۔ ارشاد الہیٰ ہے: كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔[5] تم بہترین اُمت ہو تمہیں لوگوں کے لئے بنایا گیا ہے۔ تم معروف کا حکم دیتے ہو اور منکر سے روکتے ہو۔ اگرچہ مذکورہ آیت میں عموم ہے جس میں اُمت کا ہر فرد خواہ مرد ہو یا عورت مخاطب ہے، مگر خواتین کی اہمیت کے پیش ان کا تذکرہ الگ سے بھی کیا گیا ہے۔ وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔[6] (اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں کہ اچھے کام کرنے کو کہتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں۔ دعوت و تبلیغ کے مذکورہ مفہوم کو سورۃ النحل کی یہ آیت دعوت کے اصول اور حکمت پر واضح روشنی اڈلتی ہے۔ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ۔[7] اے پیغمبر لوگوں کو دانش اور نیک نصیحت سے اپنے پروردگار کے راستہ کی طرف بلاؤ اور بہت ہی اچھے طریقے سے ان سے مناظرہ کرو۔

۲۔ دعوتِ دین میں عورت کا کردار

بادی النظر میں محسوس یہ ہوتا ہے کہ معاشرے میں دعوت و اصلاح کی ذمہ داری مرد کی ہے۔ وہی معاشرتی لحاظ سے بناؤ اور بگاڑ کا ذمہ دار ہے۔ لیکن قرآنی تعلیمات کا اگر بہ غور مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے نیکی اور تقویٰ کا جو معیار مرد کے لئے مقرر کیا ہے وہی عورت کے لئے بھی ہے۔ اس حیثیت سے مرد و عورت میں کوئی فرق نہیں ہے۔

> مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَ لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔[8]
>
> جو شخص کوئی نیک کام کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ صاحبِ ایمان ہو تو ہم اس شخص کو دنیا میں پر لطف زندگی دیں گے اور آخرت میں ان کے اچھے کاموں کے عوض ان کا اجر دیں گے۔

دعوتِ دین کا اوّلین دار و مدار تعلیم اور تربیت پر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علم کی فرضیت مرد و عورت پر یکساں طور پر ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے عورتوں کی تعلیم کی طرف خصوصی توجہ فرمائی۔ قرآن حکیم نے اس بیعت کا تذکرہ کیا ہے جو آپ ﷺ قبولیتِ اسلام کے وقت لیا کرتے تھے۔ يٰأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَىٰ أَن لَّا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ۔[9] اے پیغمبر! جب مسلمان عورتیں آپ ﷺ کے پاس (اس غرض سے) آئیں کہ آپ ﷺ سے ان باتوں پر بیعت کریں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک

نہ کریں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری کریں گی اور نہ اپنے بچوں کو قتل کریں گی اور نہ بہتان کی اولاد دلاویں گی جس کو اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان بنالیں اور مشروع باتوں میں وہ آپ کے خلاف نہ کریں گی تو آپ ﷺ ان کو بیعت کر لیا کیجئے اور ان کے لئے اللہ سے مغفرت طلب کیا کیجئے، بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے عورتوں کی دعوت اور تعلیم میں اس امر کا خاص خیال رکھا۔ وہ حضور اکرم ﷺ کے خطبات اور وعظ سے مستفیض ہوتی تھیں۔ حارثہ بن نعمان کی صاحبزادی کہتی ہیں:**ماحفظت قٓ الامن فی رسول اللہ یخطب بھا کل جمعة۔**[10] میں نے سورہ قٓ صرف حضور ﷺ کی زبانی یاد کی ہے وہ ہر جمعہ اس سے خطبہ دیتے تھے۔ ابن سعد نے طبقات میں خولہ بنت القیس الجہنہ کا قول یوں نقل کیا ہے:**کنت اسمع خطبة رسول اللہ یوم الجمعة و انا فی مؤخر النساء۔**[11] میں جمعہ کے روز کا خطبہ سنتی تھی اور میں عورتوں کے آخر میں ہوتی تھی۔ رسول اکرم ﷺ کو عورتوں کی تعلیم کا اس قدر احساس تھا کہ کئی مرتبہ نماز کے بعد عورتوں کی جانب تشریف لے جاتے اور پھر ان کو دین کی باتیں سناتے۔ امام بخاریؒ نے عبد اللہ ابن عباسؓ کی روایت بیان کی ہے۔ اس سے عورتوں کے لئے تعلیم و اصلاح کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔**عن ابن عباس: ان النبی ﷺ خرج و معه بلال فظن انه لم یسمع النساء فوعظن و امرھن بالصدقة فجعلت المرأة تلقی القرط والخاتم و بلال یأخذ فی طرف ثوبه۔**[12] ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نکلے اور ان کے ساتھ بلالؓ تھے۔ انہیں خیال آیا کہ عورتوں نے نہیں سنا۔ آپ نے انہیں نصیحت کی اور انہیں صدقہ کا حکم دیا تو عورتوں نے بالیاں اور انگوٹھی پھینکنی شروع کر دیں اور بلال کپڑے کے پلو میں رکھتے جاتے تھے۔

رسول اکرم ﷺ کی اس توجہ کے نتیجے میں خواتین میں تعلیم و تربیت اور دعوت و اصلاح کا جو احساس پیدا ہوا، اس کی شہادت امام بخاریؒ کی 'کتاب العلم' کی روایت سے ملتی ہے۔**عن ابی سعید الخدری قال: قال النساء للنبی ﷺ غلبنا علیک الرجال فاجعل لنا یوما من نفسک فوعدھن یوما لقیھن فیه فوعظھن وامرھن فکان فیما قال لھن۔ مامنکن امرأة تقدم ثلثه من ولد ما الا کان لھا حجابا من النار۔ فقالت امرأة و اثنین قال: والثنین۔**[13] ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں عورتوں نے حضور ﷺ سے کہا کہ مردوں نے آپ ﷺ سے ہماری نسبت زیادہ حصہ لیا ہے۔ آپ ﷺ ہمارے لئے ایک مخصوص دن رکھیں۔ آپ ﷺ نے ایک دن کا وعدہ فرمایا۔ اس میں آپ ﷺ ان سے ملے، انہیں نصیحت کی اور حکم دیا کہ کوئی تین بچے پیدا کرتی ہے تو وہ اسے آگ سے بچانے کا ذریعہ بنے گا۔ ایک عورت نے کہا دو بچے بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا دو بچے بھی۔

امام قرطبی نے سورہ نور کی تفسیر میں حضرت عمرؓ کا یہ قول نقل کیا ہے:**علموا انسائکم سورة النّور۔**[14] اپنی عورتوں کو سورہ نور سکھاؤ۔ اس لئے بھی کہ اس میں وہ تمام احکامات شامل ہیں جو ایک عورت کو سکھانا نہایت ضروری ہیں۔ جیسے آداب معاشرت، احکام ستر و حجاب وغیرہ۔ مکہ میں اسلام کی مخالفت اور مخصوص حالات کے پیش نظر حضور اکرم ﷺ کو ایسا موقع نہ ملا کہ خواتین کی تعلیم و تربیت پر پوری توجہ مرکوز کر سکیں۔ مگر جب

آپ ﷺ مدینہ تشریف لے گئے تو وہاں کی خواتین نے آپ ﷺ سے تعلیم وارشاد کے لئے رجوع کیا تو آپ ﷺ نے اس جذبے کو سراہا اور فرمایا: **نعم النساء نساء الانصار لم یکن یمنعھن الحیاء یتفقھن فی الدین۔**[15]

انصار کی عورتیں بہترین عورتیں تھیں کہ حیاء ان کے فہم دین حاصل کرنے میں حائل نہ ہوئی۔

۳۔ دعوتِ دین میں اسوۂ صحابیات

رسول اکرم ﷺ کے انہی اقدامات کے پیش نظر امہات المؤمنین دعوت و اصلاح میں پیش پیش رہیں اور ان کے احوال اُمت کی عورتوں کے لئے نمونہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ وہ خاتون تھیں کہ جنہوں نے اسلام قبول کرنے میں پہل کی اور جب آپ ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی اور قدرے گھبراہٹ طاری ہوئی تو آپ ﷺ نے ان الفاظ میں رسول اکرم ﷺ کو تسلی دی۔

> **کلا واللہ ما یخزیک اللہ ابداً انک لتصل الرحیم، وتحمل الکل وتکسب المعدوم وتقریٔ الضیف وتعین علیٰ نوائب الحق۔**[16]
>
> خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ کبھی آپ کو رسوا نہیں کرے گا آپ قریبی رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ کمزوروں اور ناتوانوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ جو مفلس اور نادار ہوں اس کو نیک کمائی سے حصہ دیتے ہیں۔ آپ مہمان نوازی کرتے ہیں۔ حق کی وجہ سے کسی پر کوئی مصیبت آئے تو اس کی مدد کرتے ہیں۔

صرف یہی نہیں بلکہ جب تک زندہ رہے رسول اکرم ﷺ کی ہمت وڈھارس بندھاتی رہیں۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں: ''میں جب بھی کفار سے کوئی بات سنتا تھا اور مجھ کو ناگوار معلوم ہوتی تھی تو میں خدیجہؓ سے کہتا: وہ اس طرح میری ڈھارس بندھاتی تھیں کہ میرے دل کو تسکین ہو جاتی تھی اور کوئی رنج ایسا نہ تھا جو خدیجہؓ کی باتوں سے آسان اور ہلکا نہ ہو جاتا تھا۔'' حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک روز حضور ﷺ حضرت خدیجہؓ کو شدت سے یاد فرما رہے تھے، میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ اس سرخ رخساروں والی بڑھیا کو آج تک نہیں بھولے حالانکہ اسے فوت ہوئے ایک زمانہ بیت چکا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس سے بہتر (اپنی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا) عطا کی ہے۔ حضرت عائشہؓ کو جو جواب آپ ﷺ نے مرحمت فرمایا اسے امام عسقلانی، ابن حجر اور امام بخاری سمیت متعدد آئمہ حدیث نے نقل کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہؓ! اس دنیا میں خدیجہؓ کا بدل کوئی نہیں ہو سکتا۔ میرے اعلان نبوت کے بعد جب تمام دنیا کے کفر و شرک میرے رسالت کا انکار کر رہی تھی خدیجہؓ ہی وہ واحد ہستی تھی جو مجھ پر ایمان لائی۔ جب میرا کوئی ذریعہ معاش نہ تھا اور تجارتی کاروبار نبوت و رسالت کی ذمہ داریوں سے ٹھپ ہو چکا تھا یہ خدیجہؓ ہی تھی جنہوں نے اپنے مال سے میری مدد کی اور فریضہ نبوت کی بجاآوری میں میری تائید و حمایت کی۔ پھر فرمایا کہ یہ خدیجہؓ ہی تھیں جنہیں اللہ نے میری اولاد کے لئے منتخب فرمایا۔''[17]

اسی طرح ام المومنین حضرت عائشہؓ کو علمی حیثیت سے نہ صرف امہات المومنین میں بلکہ بعض صحابہ کرامؓ پر فوقیت حاصل تھی۔ یہ سب رسول اکرم ﷺ کی خدمت اور رفاقت کے سبب تھا۔ عروہ بن زبیرؓ کہتے ہیں: **مارأیت احداً من الناس اعلم بالقرآن ولا بفریضة ولا بحلال و حرام ولا بشعر ولا بحدیث العرب ولا بنسب من عائشة۔**[18] میں نے لوگوں میں سے کسی شخص کو قرآن، فرائض، حلال و حرام، شعر، اخبار عرب اور نسب کے بارے میں عائشہؓ سے زیادہ عالم نہیں دیکھا۔

عطاء بن ابی رباح تابعی جن کو متعدد صحابہ سے شرف تلمذ تھا، کہتے تھے:

کانت عائشةؓ افقه الناس واعلم الناس و احسن الناس رایا فی العامة۔[19]

حضرت عائشہؓ سب سے زیادہ فقیہ، سب سے زیادہ صاحبِ علم اور عوام میں سے زیادہ اچھی رائے والی تھیں۔

حضرت عائشہؓ کی طرح اُم المومنین حضرت ام سلمیٰؓ بھی دعوت و ارشاد میں نمایاں تھیں۔ غزوۂ احد کے بعد آپ ﷺ کے عقد میں آئیں۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر جب مسلمان ان شرائط سے دل شکستہ ہوئے تو صحابہ کرامؓ نے قربانیاں دینے اور احرام کھولنے میں تامل کیا۔ اسی موقع پر حضرت ام سلمیٰ نے مشورہ دیا 'یارسول اللہ ﷺ مسلمانوں نے آپ ﷺ کا فرمان اچھی طرح نہیں سمجھا۔ آپ خود باہر نکل کر قربانی کریں اور احرام اتارنے کے بعد بال منڈوائیں'' آپ ﷺ نے ام سلمیٰؓ کا مشورہ قبول فرمایا اور کسی سے کچھ کہے بغیر خود قربانی کی اور احرام اُتارا۔ جب صحابہ کرامؓ نے دیکھا تو سب نے دھڑا دھڑ قربانیاں کیں اور احرام اتارا۔ مسندِ احمد میں ہے کہ ایک دفعہ حضرت ام سلمیٰ نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ اس کی کیا وجہ ہے کہ ہمارا قرآن میں ذکر نہیں۔ حضور ﷺ ان کی بات سن کر منبر پر تشریف لے گئے اور یہ آیت پڑھی۔ إِنَّ ٱلْمُسْلِمِينَ وَٱلْمُسْلِمَاتِ وَٱلْمُؤْمِنِينَ وَٱلْمُؤْمِنَاتِ۔[20] حضرت ام سلمیٰ سے ۳۷۸ احادیث مروی ہیں، فضل و کمال میں حضرت عائشہؓ کے بعد انہی کا درجہ مانا جاتا ہے۔ قرآن حکیم کی قرأت نہایت عمدہ طریقے سے کرتی تھیں اور حضور ﷺ کی قرأت سے مشابہ تھیں۔

مذکورہ بالا ازواج مطہرات کے ساتھ ساتھ دیگر امہات المومنین نے بھی حدیث کی روایت اور علم کی اشاعت میں حصہ لیا اور ان سے بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ اور تابعین نے علم حدیث حاصل کیا۔ امہات المومنین کے علاوہ صحابیات میں مشکل ہی سے کوئی صحابیہ ایسی ہوں گی جن سے کوئی نہ کوئی روایت موجود نہ ہو۔ چنانچہ آپ ﷺ کی پیاری بیٹی حضرت فاطمہؓ سے اٹھارہ، آپ ﷺ کی پھوپھی صفیہؓ سے گیارہ احادیث مروی ہیں۔ تمام صحابیات میں سے حضرت ام اخطل سے تیس حدیثیں مروی ہیں، ام سلیم سے بڑے بڑے صحابہ مسائل دریافت کرتے تھے۔ ایک بار کسی مسئلہ میں حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ اور زید بن ثابتؓ میں اختلاف ہوا تو دونوں نے ام سلیمؓ حاکم مقرر کیا اور ان کا حکم مانا۔ حضرت ام عطیہؓ سے متعدد صحابہ کرامؓ نے روایات لیں اور کئی صحابہ و تابعین نے ان سے مردہ کو نہلانے کا طریقہ سیکھایا۔[21]

۴۔ دعوتِ دین کے مواقع

اسلام کا طبقۂ نسواں پر سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اسے زندہ رہنے کا حق عطا کیا۔ قبل از اسلام عورتوں سے نفرت انتہا تک پہنچی ہوئی تھی۔ بعض قبائل میں لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیا جاتا تھا۔ صحیح مسلم میں حضرت عمرؓ کا یہ قول موجود ہے:**والله ان كنا في الجاهلية ما نعد للنساء امرا حتى انزل الله فيهن ما انزل وقسم لهن ما قسم۔**[22] خدا کی قسم ہم جاہلیت میں تھے اور عورتوں کو کچھ نہیں سمجھتے تھے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں نازل کیا اور ان کا حصہ مقرر کیا۔

دعوت کے مواقع سے مراد وہ ذرائع اور وسائل ہیں جہاں ایک عورت دین کی دعوت اور اصلاح کا فریضہ سرانجام دے سکے۔ یہ مواقع انفرادی بھی ہوسکتے ہیں اور اجتماعی بھی۔ یہ مواقع درج ذیل ہیں:

4.1۔ گھر میں دعوت واصلاح

عورت کا اوّلین دائرہ کار اس کا گھر ہے۔ جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلاَ تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ ٱلْجَاهِلِيَّةِ۔[23] اور اپنے گھروں میں بیٹھی رہو اور دور جاہلیت کی طرح زیب و زینت کا اظہار نہ کرتی پھرو۔ خالق کائنات نے جسمانی ساخت اور فطری ذمہ داریوں کے لحاظ سے مرد کو قوام بنایا ہے تاہم عورت گھر کی بے تاج بادشاہ ہے۔ یہ دعوت اور اصلاح کا وہ میدان ہے جو صرف اسی کے ہاتھ میں ہے۔ یہ محض چار دیواری ہی کی حدود نہیں بلکہ اگر دیکھا جائے تو اس کا دائرہ کار انتہائی وسیع ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:فَٱلصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ ٱللَّهُ۔[24] تو جو عورتیں نیک ہیں وہ مردوں کے کہنے پر چلتی ہیں اور ان کی عدم موجودگی میں مال و آبرو کی نگہداشت کرتی ہیں۔ ایک اور مقام پر ارشاد الہیٰ ہے:قُوٓاْ أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَاراً۔[25] "بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے۔" گھر کی اصلاح میں بنیادی کردار عورت کا ہے۔ اس لحاظ سے دو بنیادی ذمہ داریاں اس پر عائد ہوتی ہیں ایک خاوند کے گھر کی نگرانی اور حفاظت دوسرے بچوں کی عمدہ تعلیم و تربیت۔ پہلی ذمہ داری کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:**المرأة راعية على بيت زوجها وهی مسئولة۔**[26] عورت اپنے خاوند کے گھر پر نگران ہے اور جواب دہ ہے۔ دوسری اہم ذمہ داری بچوں کی تعلیم و تربیت ہے کیونکہ آنے والی نسل کا انحصار اسی پر ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:**اکرموا اولادکم واحسنوا أدبهم۔**[27] اپنے بچوں کی تکریم اور انہیں ادب و تمیز سکھاؤ۔

بچے کی تعلیم و تربیت اس لئے بھی اہم ہے کہ وہ معاشرے کی اساس ہے۔ فرد سے خاندان اور خاندان سے معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ اچھے افراد جو تربیت یافتہ اور زیورِ علم سے آراستہ ہوں گے وہ معاشرے کو جنت کا نمونہ بنائیں گے۔ وہ ایسا ماحول تشکیل دیں گے جس میں تمام افراد خوشحال زندگی بسر کر سکیں۔

اگرچہ گھر کے جملہ افراد کی اصلاح میں عورت کا اہم کردار ہے تاہم بچیوں کی تربیت اور نگہداشت کو بہت بڑے اجر کا باعث بتایا ہے۔ جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

عن انسؓ قال قال رسول اللہ ﷺ من عال جارتین حتیٰ تبلغا جاء یوم لقیامة انا وھو ھکذا وضم اصابعه۔[28]

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے دو لڑکیوں کی ان کے بالغ ہونے تک پرورش کی وہ اور میں قیامت کے روز اس طرح آئیں گے اور آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو ملایا۔

اسی طرح رسول اکرم ﷺ نے معاشرے میں ایسے ماحول کی ترغیب دی ہے جس میں ہر بڑا آدمی چھوٹے سے حسنِ سلوک سے پیش آئے۔**من لم یرحم صغیرنا ولم یؤقر کبیرنا فلیس منا۔**[29]"جو چھوٹے پر رحم نہیں کرتا اور بڑے کی عزت نہیں کرتا وہ ہم سب سے نہیں۔" بدقسمتی سے آج کے دور میں بچوں کی تربیت سے عورت غافل ہو رہی ہے۔ بالخصوص ملازم پیشہ خواتین بچوں کو دن بھر اپنے سے دور ڈے کیئر سنٹر میں رکھتی ہیں۔ علاوہ ازیں بچوں کو ابتدا ہی سے انٹرنیٹ، موبائل پر کارٹونوں اور گیمز کا عادی کر دیتی ہیں جس سے بچوں کی شخصیت ادھوری اور ادب واحترام میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔

4.2 معاشرہ میں دعوت واصلاح

معاشرہ محض ایک خاندان کا نام نہیں بلکہ مختلف افراد اور خاندان مل کر معاشرہ کی تشکیل کرتے ہیں۔ اس لئے دعوت واصلاح کے لئے اپنی اور اپنے خاندان کی فکر کافی نہیں بلکہ اپنے عزیز واقارب، گرد وپیش اور معاشرے کی فکر بھی کرنی چاہئے۔ رسول اکرم ﷺ کو ارشاد ہوتا ہے: وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ ٱلْأَقْرَبِينَ۔[30] اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرایئے۔ یہی وجہ ہے عہد نبوی ﷺ میں صحابیات مسجد میں فجر اور عشا کی نماز میں اور عام اجتماعات میں بالعموم حاضر ہوتیں۔ مسجد کے علاوہ ازواجِ مطہرات کے گھر میں صحابیات رسول اکرم ﷺ کے پاس طلبِ علم، استفتاء، مسائل کے حل، بیعت، گھریلو یا ذاتی ضروریات یا پھر رسول اللہ ﷺ کی زیارت کے لئے تشریف لاتیں۔[31] خطبۂ جمعہ کے موقع پر صدقات اور انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب دلانے پر پاکباز خواتین اپنے کانوں کی بالیاں راہ خدا میں دے دیتیں۔ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے صحابہ کرامؓ مسائل دریافت فرماتے اور حج کے ایام میں اپنا خیمہ درمیان میں نصب کروالیتیں تاکہ علم وفقہ میں استفادہ کر سکیں۔ دعوت واصلاح کی یہ صورتیں آج کے معاشرے میں بھی روبہ عمل لائی جا سکتی ہیں۔ اپنے ہمسائیوں اور پڑوس سے تعلقات خوشگوار رکھنا اور ان کے حقوق کا خیال رکھنا اگرچہ سب افرادِ خانہ کی ذمہ داری ہے، مگر عورت اس ذمہ داری کو جس خوش اسلوبی سے نباہ سکتی ہے کوئی دوسرا انہیں نباہ سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث مبارکہ میں ہمسایہ کی بہت اہمیت بیان ہوئی ہے:

عن عائشة قالت: قال رسول اللہ ﷺ مازال جبریل یوصینی بالجار حتی ظننت انه سیورثه۔[32]

عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے جبریل ہمسایوں کے بارے میں وصیت کرتے رہے کہ مجھے خیال ہونے لگا کہ انہیں وراثت میں حصہ دار بنا دیں گے۔

اسی طرح سالن میں شوربا بڑھا کر پڑوسیوں کی خبر گیری کرنا اور اپنی پڑوسن سے آنے والے کسی بھی تحفے کو حقیر نہ سمجھنے کی تاکید بھی حدیث میں آئی ہیں۔ ایک عورت اپنے گھر میں تو دعوت و اصلاح اور بچوں کی تربیت کرتی ہی ہے۔ اگر ہفت روزہ یا ماہانہ بنیادوں پر چند گھر مل کر کسی ایک گھر میں درسِ قرآن یا اصلاحی مواعظ کا اہتمام کیا جا سکتا ہے۔ بالخصوص معاشرتی تقریبات جیسے سالگرہ، منگنی، نکاح اور شادی بیاہ نیز عیدین، رمضان و تراویح اور سیرت النبی ﷺ کے مواقع پر وعظ و ارشاد کا اہتمام خواتین ہی کی سطح پر کیا جا سکتا ہے۔ اپنی چھوٹی چھوٹی خوشیوں کو تقریبات کا رنگ دے کر دوسروں کو اس میں شامل کرکے دعوت و اصلاح کا موقع نکالا جا سکتا ہے۔ اگرچہ ہمارے معاشرہ میں عورت کی گھر میں نماز کو افضل سمجھا جاتا ہے جو ظاہر ہے کہ انفرادی ہوتی ہے۔ مگر مساجد میں نماز جمعہ، صلوٰۃ التراویح اور عیدین کا اہتمام اس لئے بھی ضروری ہے کہ ایک عورت جس طرح اجتماعی ماحول میں اپنے عقیدے، عبادات اور معاملات کی اصلاح کر سکتی ہے، انفرادی سطح پر ہرگز نہیں ہو سکتی۔ ابن سعد نے طبقات میں خولہ بنت القیس کا قول نقل کیا ہے: **كنت اسمع خطبة رسول الله ﷺ يوم الجمعة و انا فی مؤخر النساء۔**[33] میں جمعہ کے روز حضور ﷺ کا خطبہ سنتی تھی اور میں عورتوں کے آخر میں ہوتی تھی۔

معلوم نہیں کس بنیاد پر ہمارے برصغیر کے خطہ میں نصف انسانیت کو مساجد میں عبادت کے لئے روک کر، ان کو خیر و فلاح اور دعوت و ارشاد سے محروم کر دیا گیا ہے۔

4.3 اُمت میں دعوت و اصلاح

اسلام ایک عالم گیر دین ہے۔ اس کی دعوت بھی آفاقی اور عالم گیر ہے۔ جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے: كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِٱلْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ ٱلْمُنْكَرِ۔[34] تم بہترین امت ہو جسے لوگوں کے لئے تشکیل دیا گیا ہے کہ تم معروف کا حکم دیتے ہو اور منکر سے روکتے ہو۔ اسی طرح رسول اکرم ﷺ کی بعثت بھی قیامت تک کے لئے ہے۔ اس لحاظ سے دعوت و ارشاد اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی ذمہ داری امت مسلمہ کے ہر فرد کی ذمہ داری ہے اس میں مرد و عورت کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **فليبلغ الشاهد الغائب۔**[35] جو حاضر ہے وہ اس شخص تک میرا پیغام پہنچا دے جو اس وقت غیر حاضر ہے۔ ابتدائے اسلام سے لے کر موجودہ دور تک سینکڑوں، ہزاروں پردہ نشین مسلم خواتین نے حدودِ شریعت میں رہتے ہوئے گوشہ علم و عمل سے لے کر میدان جہاد تک ہر شعبۂ زندگی میں حصہ لیا ہے اور اسلامی معاشرہ کی تعمیر میں اپنا کردار ادا کیا ہے۔ خواتینِ اسلام نے علم فقہ، علم حدیث، علم تفسیر، علم الاجتہاد، ادب و شعر اور علم طب میں بھی مہارت حاصل کیں اور خدمات سرانجام دیں۔ امام زہریؒ جو کبار تابعین میں سے ہیں حضرت عائشہؓ کے بارے میں فرماتے ہیں: **كانت عائشة اعلم الناس يسألها الاكر من اصحاب الرسول۔**[36] حضرت عائشہؓ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ علم رکھنے والی تھیں، بڑے بڑے اکابر صحابہ کرام ان سے مسائل دریافت کرتے تھے۔

ایک اور مقام پر اس طرح لکھتے ہیں کہ اگر تمام ازواج مطہرات کا علم بلکہ تمام مسلمان عورتوں کا علم جمع کیا جائے تو حضرت عائشہؓ کا علم سب سے افضل ہو گا۔ صرف یہی نہیں حضرت عائشہؓ نے سیاسی و اجتماعی معاملات میں بھی صحابہ کرامؓ کی راہنمائی فرمائی۔ آج کے دور میں ایک عورت صحابیات کے اسوہ پر عمل پیرا ہو کر امت مسلمہ بالخصوص طبقۂ نسواں میں دعوت و ارشاد کا عمل جاری رکھ سکتی ہیں۔ علمی و فقہی میدان سے ہٹ کر خالص دعوتی اور اصلاحی میدان میں کام کی از حد ضرورت ہے۔ ماضی قریب میں سید قطب شہید کی ہمشیرہ امینہ قطب اور زینب الغزالی نے یادگار خدمات سر انجام دیں۔ تحریک پاکستان میں بھی خواتین نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اگرچہ ملکی و بین الاقوامی سطح پر مختلف دعوتی تنظیمات خواتین میں سرگرم عمل ہیں، مگر اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ اصلاح و دعوت کا دائرہ مزید پھیلایا جائے۔

4.4۔ خدمتِ خلق اور رفاہِ عامہ کے اُمور

دعوت محض دینی اُمور ہی کی نہیں ہے بلکہ اس کا ایک وسیع تر تصور حسن اخلاق، خدمتِ خلق اور رفاہِ عامہ کی صورتوں میں موجود ہے۔ خلقِ خدا کی خدمت اور اس کی مخلوق سے محبت بھی عبادت و نیکی کا ذریعہ ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **الخلق عیال الله فاحب الخلق الی الله من اجر الی عیاله۔**[37] مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اور اللہ کے نزدیک محبوب ترین وہ ہے جو اس کنبے سے اچھا سلوک کرے۔ اسی طرح ایک موقع پر رسالت مآب ﷺ نے ارشاد فرمایا: **عن ابی هریرة قال: قال رسول الله ﷺ الساعی علی الارملة والمسکین کا لساعی فی سبیل الله واحسبه قال کالقائم لا ینقر وکا الصائم لا یفطر۔**38 ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: محتاج، بیوہ اور مساکین کے لئے سعی کرنے والا اللہ کی راہ میں مجاہد کی طرح ہے اور میرا گمان ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا وہ اس شب خیز کی طرح ہے جو ناغہ نہیں کرتا اور اس روزہ دار کی طرح جو روزہ نہیں کھولتا۔

دوسروں کی حاجت روائی اور خدمت خلق کے امور وہ ہیں جن سے خواتین بالعموم دور رہتی ہیں۔ معاشرے میں انفرادی اور اجتماعی سطح پر ایسی سرگرمیوں کو فروغ دیا جاسکتا ہے جس سے دوسروں کی حاجت روائی ہو۔ عہدِ نبوی ﷺ میں ایسی متعدد مثالیں ملتی ہیں کہ امہات المؤمنین اور صحابیات نے خدمت خلق کے ذریعہ کو اختیار فرمایا۔ آخری ایام میں جب آپ ﷺ بیمارے ہوئے تو عرب و عجم کے اطبار آپ ﷺ کو مشورے دیتے، حضرت عائشہؓ ان کے مطابق علاج کرتیں۔ زینب مشہور طبیبہ تھیں، آنکھوں کے امراض کی ماہر تھیں۔ حضرت فاطمہؓ نے جنگ میں خدمات سر انجام دیں۔ رفیدہ اسلمیہ وہ خاتون تھیں جنہیں آپ ﷺ نے باقاعدہ خیمہ مہیا فرمایا تاکہ زخمیوں کا علاج کیا جاسکے۔ امیہ بنت قیس سترہ برس کی عمر میں طبّ اور تیمار داری سے واقف ہو گئی تھیں اور انہیں خیبر میں جانے کی اجازت دی۔[39]

موجودہ معاشرے میں خواتین درج ذیل اُمور کے ذریعے خدمتِ خلق سر انجام دے سکتی ہیں۔

1. شعبہ طب و صحت (نرسنگ) میں بطور پیشہ ور کے خدمات انجام دینا۔

2. مختلف دستکاریوں کی تربیت حاصل کرنا اور پھر اُن کی تعلیم و تربیت کے لئے باقاعدہ ادارے قائم کرنا۔
3. گھریلو صنعتوں اور دستکاریوں کے ذریعے گھریلو اور ملکی آمدنی میں اضافہ کرنا۔
4. بے وسیلہ افراد بیواؤں اور یتیم بچوں کی تعلیم و تربیت کے ادارے قائم کرنا یا ان اداروں سے مالی تعاون کرنا۔
5. محلہ کی سطح پر گھروں میں دینی و عصری تعلیم کا بندوبست کرنا اور ان کے لئے مالی تعاون کرنا۔
6. قدرتی آفات مثلاً زلزلے، سیلاب، بارشیں اور وبائی امراض میں لوگوں سے عملی اور مالی تعاون کرنا۔
7. غریب بچیوں کے لئے جہیز کی فراہمی اور شادی و بیاہ کے اخراجات میں معاونت کرنا۔
8. مظلوم خواتین کی دادرسی کے لئے عدالتوں اور اعلیٰ حکام سے رجوع کرنا۔

5۔ پاکستان میں دعوتِ دین کی تنظیمات

اگرچہ دنیا بھر میں خواتین دعوت و اصلاح کے عمل میں مصروف کار ہیں تاہم وطنِ عزیز کی حد تک اگر جائزہ لیا جائے تو خواتین میں درج ذیل دینی تنظیمات اور ادارے دعوت و اصلاح میں سرگرم ہیں۔

5.1۔ الھدیٰ انٹرنیشنل

الھدیٰ انٹرنیشنل ایک دینی اور فلاحی ادارہ ہے جو ۱۹۹۴ء سے اسلامی تعلیمات کی ترویج و اشاعت کے لئے خواتین میں کام کر رہا ہے۔ ڈاکٹر فرحت نسیم ہاشمی اس ادارے کے بانی اور سرپرست ہیں۔ اس ادارے کا مقصد قرآن حکیم کی تعلیمات کو خواتین تک پہنچانا ہے اور اس غرض کے لئے حضرت عائشہؓ اور حضرت فاطمہؓ کا اسوۂ حسنہ ان کے لئے رول ماڈل کی حیثیت رکھتا ہے۔ تنظیم کا مرکزی دفتر اسلام آباد میں ہے، تاہم پاکستان کے تمام بڑے شہروں میں اس کی شاخیں قائم ہیں۔ علاوہ ازیں بیرون ممالک بھی اس کی شاخیں کام کر رہی ہیں۔ اس ادارے کے تحت درج ذیل، ذیلی شعبہ جات ہیں۔

ایجوکیشن اینڈ ٹریننگ ڈیپارٹمنٹ۔ ریسرچ اینڈ پبلیکیشن ڈیپارٹمنٹ۔ سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ۔

ان میں سے ہر ایک کی تفصیلات ہیں۔ نہ صرف اپنے مراکز میں خواتین بالخصوص طالبات کو مختصر کورسز کروائے جاتے ہیں بلکہ جدید ذرائع سے بھی اسلام کی دعوت کی اشاعت کی جاتی ہے۔ ادارے کی سرگرمیوں کے لئے الھدیٰ کی ویب سائٹ دیکھی جاسکتی ہے۔[40]

5.2۔ النوّر انٹرنیشنل

اس ادارہ کا قیام ۱۹۹۶ء میں عمل میں آیا۔ جس کا بنیادی مقصد قرآن و سنت کی تعلیمات کے ذریعے مسلمان نوجوان نسل کی تعمیر و ترقی ہے خصوصاً خواتینِ اسلام تک قرآن و سنت کی دعوت پہنچانا اور عصرِ حاضر میں امت مسلمہ کو درپیش مسائل کا قرآن و سنت کی روشنی میں حل پیش کرنا ہے اور جدید تقاضوں کے مطابق ان کی مکمل تربیت اور شخصیت کی تعمیر ہے۔ النوّر انٹرنیشنل کی اس وقت پاکستان میں بیس کے قریب بڑی شاخیں ہیں۔ چھوٹی شاخیں اس کے علاوہ ہیں۔ ہر بڑی شاخ میں باقاعدہ کلاس رومز، لائبریریز، کمپیوٹر لیب، ہاسٹل اور ریسرچ وِنگ شامل ہے۔ اس

کے علاوہ رفاہِ عامہ میں بھی خدمات سر انجام دے رہا ہے۔ اس ادارہ کی بانی و سربراہ ڈاکٹر نگہت ہاشمی ہیں۔ ادارے میں قرآن کریم اور حدیث کورسز کروائے جاتے ہیں، جن کی فیس برائے نام ہوتی ہے۔ [41]

5.3۔ النساء اسلامک انسٹیٹیوٹ

اس تنظیم کا مشن ہے 'قرآن و حدیث کی دعوت لے کر اٹھو اور ساری دنیا پر چھا جاؤ'۔ النساء تنظیم سے وابستہ تمام خواتین اس مشن کو پھیلانے میں بہت پر عزم ہیں۔ یہ ادارہ ۲۰۰۵ء سے اپنی مدد آپ کے تحت کام کر رہا ہے۔ اس کی سربراہ ڈاکٹر زیبا وقار وڑائچ ہیں۔ اس کا ہیڈ آفس لاہور ائرپورٹ کے پاس ہے۔ ادارہ کی دعوتی سرگرمیاں درج ذیل ہیں:

دورۂ قرآن بنتِ اسلام اور نور القرآن کورس ویکلی قرآن کلاسز

سرٹیفکیٹ کورسز سیرت رسول ﷺ اور تجوید کورسز اسلامی تعلیمات کی ترویج و اشاعت [42]

5.4۔ زینب اکیڈمی پاکستان

زینب اکیڈمی کا قیام ۲۰۰۵ء میں عمل میں آیا۔ اس کی بنیاد مفتی کمال الدین احمد اور ان کی اہلیہ صوبیہ احمد نے رکھی۔ دونوں ہی جدید تعلیم یافتہ ہیں۔ یہ خالص اسلام اور روحانی تعلیم و تربیت کا مرکز ہے۔ زینب اکیڈمی کی شاخیں اسلام آباد لاہور اور کراچی میں ہیں۔ جس میں خواتین کی دینی تعلیم کا اہتمام کیا جاتا ہے جب کہ تزکیہ اکیڈمی اور احسان انسٹی ٹیوٹ مردوں کی تعلیم کے لئے ہیں۔ اکیڈمی کی دعوتی سرگرمیوں میں عالمہ پروگرام (کلاسیکل اسلامک لرننگ)، قرآن پروگرام، قرآن اسٹڈیز، فاؤنڈیشن پروگرام، لٹل پرلز، ٹین ٹاک، ہارٹ ٹو ہارٹ، تجوید کورس شامل ہیں۔ علاوہ ازیں آن لائن کورسز بھی کروائے جاتے ہیں۔ یہ سب کورسز بلا معاوضہ ہیں لیکن بعض طالبات کو وظائف بھی دیے جاتے ہیں۔ [43]

5.5۔ حلقۂ مستورات (تبلیغی جماعت)

تبلیغی جماعت کا آغاز مولانا محمد الیاس کاندھلوی نے ۱۹۲۶ء میں بستی حضرت نظام الدین اولیاء سے کیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ جماعت برصغیر سے نکل کر پوری دنیا میں پھیل گئی۔ تبلیغی جماعت کا بنیادی مقصد لوگوں کو قرآن و سنت کی تعلیمات سے جوڑنا اور فضائل اعمال کی طرف رغبت دلانا ہے۔ حلقۂ مستورات کا آغاز ۱۹۴۲ء سے ہوا۔ اس کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ صنعتی انقلاب کے دور میں خواتین ذرائع معاش کی غرض سے گھروں سے نکل کر کارخانوں اور بازاروں کی زینت بن چکی تھیں۔ اس جماعت کا مقصود ان کے اصل دائرہ کار گھروں میں واپس لانا تھا کیونکہ خواتین کی بنیادی ذمہ داری 'تربیتِ اولاد' کی ہے۔

حلقۂ مستورات کی شرائط

مستورات کے تمام امور مردوں کے ہی زیر نگرانی طے پاتے ہیں۔ تاہم اس غرض کے لئے چند شرائط رکھی گئی ہیں:

عورت شادی شدہ ہو محرم ساتھ ہو، اکیلی عورت نہیں نکل سکتی عورت مکمل شرعی پردے میں ہو

جماعت کی تشکیل، نصاب کا ایک مکمل طریقہ کار موجود ہے۔

5.6۔ دینی جماعتوں کے حلقہ ہائے خواتین

مذکورہ بالا دعوتی تنظیموں اور اداروں کے ساتھ ساتھ بعض مذہبی اور سیاسی جماعتوں کے تحت خواتین دعوتی سرگرمیوں میں مصروف کار ہیں۔ یہاں ان کی تفصیلات طوالت کا باعث ہوں گی، محض تذکرہ کافی ہوگا۔ ہر تنظیم کا اپنا دعوتی طریقہ کار اور نصاب متعین ہے۔

1. حلقۂ خواتین (زیر انتظام جماعتِ اسلامی پاکستان)
2. رفیقات تنظیم اسلامی (زیر انتظام تنظیمِ اسلامی پاکستان)
3. منہاج القرآن ویمن لیگ (زیر انتظام منہاج القرآن پاکستان)
4. دعوتِ اسلامی حلقۂ خواتین (زیرِ انتظام دعوت اسلامی پاکستان)
5. حلقۂ خواتین (زیر انتظام جماعت الدعوۃ پاکستان)[44]

6۔ دعوتِ دین میں پیش آنے والے مسائل اور ان کا تجزیہ

خواتین کی دعوتی تنظیمات اور داعیات کے لیے دور حاضر میں متعدد مشکلات ہیں۔ ان مسائل کا تذکرہ اور تجزیہ از حد ضروری ہے۔

1۔ پاکستان میں خواتین کے لیے دعوت دین اور اشاعت اسلام کا کام کرنے والی زیادہ تر تنظیمات اور ادارے شہری سطح پر کام کر رہے ہیں جبکہ دیہاتوں میں بسنے والی 70 فی صد آبادی کے لیے خاطر خواہ انتظامات نہیں ہیں۔ لہٰذا ان تنظیمات اور داعیات کے لیے ضروری ہے کہ اپنی سرگرمیوں کو گاؤں اور دیہاتوں تک پھیلائیں۔

2۔ دینی تنظیمات اگرچہ جدید ذرائع ابلاغ مثلاً انٹرنیٹ، آڈیو، سی ڈیز اور ایپس وغیرہ سے لیس ہیں مگر یہ سہولیات بھی زیادہ شہروں میں ہی دستیاب ہیں۔ دیہی علاقوں میں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ لہٰذا جدید سہولیات کا دائرہ بھی بڑھایا جائے۔ نیز الیکٹرنک میڈیا میں خواتین کے اصلاحی اور دعوتی پروگرام تیار کیے جائیں۔

3۔ خواتین کے حلقہ میں کام کرنے والی داعیات اور تنظیمات، پوری طرح اسلام کی نمائندگی نہیں کرتیں بلکہ اپنے اپنے مسلکی رجحانات کی دعوت دیتی ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلام کی حقیقی تعلیمات سے انہیں روشناس کرایا جائے۔ تاکہ گروہی تعصب اور فرقہ واریت سے نجات مل سکے۔

4۔ اگرچہ انفرادی و اجتماعی سطح پر کام کرنے والی تنظیمات نے دعوت دین کے نصابات بنائے ہوئے ہیں جو زیادہ تر قرآن و حدیث پر مبنی ہیں مگر ان مقررات میں بہت سے ایسے پہلو ہیں جنہیں شامل کرنے کی ضرورت ہے مثلاً سیرت النبیؐ اسلامی تاریخ بالخصوص خواتین اسلام کے شاندار کارنامے اور اسوہ صحابیات وغیرہ۔

5۔ ہمارا دعوت دین کا تصور نہایت ہی محدود ہے۔ زیادہ عقائد اور عبادات اور ان کے مظاہر ہی کو دین سمجھ لیا گیا ہے۔ خواتین میں اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ دین کو محض نماز، روزہ اور ذکر و اذکار تک محدود نہ کیا جائے بلکہ خدمت خلق اور رفاہ عامہ کے امور کو بھی دین کا حصہ بنا کر پیش کیا جائے نیز خاوند کی اطاعت کے ساتھ ساتھ بچوں

کی عمدہ تربیت رزق حلال اور یتیموں اور مساکین کی کفالت بھی دین ہی کا حصہ ہے تاکہ ان میں بھی انفاق فی سبیل اللہ کا جذبہ بیدار ہو۔

6۔اسلام نے دعوت دین میں حکمت ، تدریج اور یسر کے پہلوؤں کو بہت نمایاں کیا ہے۔ دعوتی تنظیمات اور داعیات کو چاہیے کہ دعوت دین کے مذکورہ پہلوؤں کو خوب اجاگر کریں محض ذکر واذکار اور شرعی پردہ پر ہی زیادہ توجہ مرکوز نہ رکھیں۔

7۔دعوتی تنظیمات اور داعیات زیادہ تر اپنے ملکی اور علاقائی دائروں تک محدود ہیں عالم اسلام میں اشاعت اسلام اور دعوت میں ہونے والی پیش رفت سے بھی انہیں آگاہ کیا جائے بالخصوص مغرب میں اسلام جس تیزی سے پھیل رہا ہے، جو تنظیمیں اور داعیات مسلم ممالک اور مغربی ممالک میں کام کر رہی ہیں ان کے سرگرمیوں اور طریقہ کار سے خواتین کو باخبر کیا جائے۔

8۔ مسلم دنیا کو بالعموم اور خواتین کو بالخصوص جو مسائل و چیلنجز درپیش ہیں، وہ کیا ہیں اور ان سے کیسے نبرد آزما ہونا ہے۔ مثلا دہشت گردی، انتہا پسندی، آزادی نسواں اور حقوق نسواں کی آڑ میں عورتوں کو اسلام سے باغی کیا جا رہا ہے۔ بالخصوص خاندانی نظام میں بگاڑ کی صورتیں پیدا کی جارہی ہیں۔ اور اس غرض کے لیے کروڑوں روپیہ این جی اوز کے نام پر دیا جارہا ہے۔ ان سب سے بھی باخبر کرنے کی ضرورت ہے۔

9۔ معاشرتی، معاشی اور سیاسی میدانوں میں عورت کے دائرہ کار کو وسیع کرنے ضرورت ہے۔ جس طرح تعلیم اور شعور میں اضافہ ہو رہا ہے۔ خواتین کے لیے مسائل بھی جنم لے رہے ہیں حکومتی اور نجی سطح پر ایسے اقدامات کی ضرورت ہے جس میں خواتین کے کام کرنے کے موقع سہولت کے ساتھ میسر آئیں۔ ایسی گھریلو صنعتیں دستکاریاں متعارف کروائی جائیں جس میں باعزت طریقے سے خوش حال زندگی گزرا سکیں اور ملکی ترقی میں بھی اپنا کردار ادا کر سکیں۔

10۔خواتین میں دعوت دین اور اصلاح کے کام کے لیے ضروری ہے کہ مردوں میں بھی اس کام کی اہمیت کا اجاگر کیا جائے۔ کیونکہ عوام کی اکثریت کا نظریہ یہ ہے کہ دعوت کا کام ایک فرض کفایہ ہے اور یہ کام مرد یہ خوبی سر انجام دے رہے ہیں۔ عورت کا کام گھر، گھرہتی کے امور کی انجام دہی ہے۔ اگر یہ شعور مردوں میں اجاگر ہو کر دیا جائے کہ خواتین پر فرائض دینی اس طرح واجب ہیں جس طرح مرد پر۔ تو تضاد یہی مرد عصری تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم اور دعوت کے لیے گھر میں سہولت دے گا۔

11۔ اگرچہ وطن عزیز میں کئی سرکاری اور نجی ادارے دینی تعلیم کے لیے کوشاں ہیں لیکن دور دراز دیہاتوں میں صحت کے ساتھ قرآن پاک بھی صحیح طریقے سے پڑھانے کا اہتمام نہیں ہے۔ نتیجتاً ایک بڑی تعداد قرآن پاک پڑھنے سے یا تو محروم رہتی ہے یا صحت کے ساتھ نہیں پڑھ سکتی۔ اگر مذکورہ تنظیمات میں کوئی تنظیم پاکستان کے ہر حصے میں مدرسات کا انتظام کر سکے تو خواتین کی بہت بڑی دینی خدمت ہو گی۔

12۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اجتماعیت میں سیکھنے کا عمل کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔ ہمارے ہاں خواتین کو اجتماعیت کے مواقع کم ہی میسر آتے ہیں۔ یہاں تک کہ نماز پنج وقتہ بھی گھر میں انفرادی طور پر ادا کی جاتی ہے۔ عرب ممالک کی طرح شہر کی جامع مساجد میں خواتین بھی نماز باجماعت ادا کریں تو دعوت و اصلاح کے مواقع بڑھ سکتے ہیں۔

13۔ خواتین میں دعوت کے عمل کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ ایسے موضوعات کا انتخاب کیا جائے جن کا خواتین کے خانگی اور معاشرتی مسائل سے گہرا تعلق ہو مثلاً نکاح کی اہمیت، بچوں کی تربیت، طلاق کے نقصانات، حق مہر، نفقہ، ولایت، وراثت اور حجاب کی اہمیت وغیرہ تاکہ ان کی دلچسپی برقرار رہے۔

خلاصہ بحث

مذکورہ مسائل و مشکلات کا ادراک کیے بغیر دور حاضر میں خواتین کی دعوتی سرگرمیوں سے کماحقہ استفادہ نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین اسلام کی سمجھ اور بصیرت عطا فرمائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حواشی و حوالہ جات

1 اصفہانی، مفردات القرآن، (مترجم) کشمیر بلاک علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور، 1987، 344/1

راغب اصفہانی، **مفردات القرآن** (لاہور: کشمیر بلاک علامہ اقبال ٹاؤن، 1987)، 344/1۔

Rāghib Aṣfahānī,*Mufradāt Al-Qur'ān*(Lahore: Kashmir Block Allama Iqbal Town,1987),1:126.

2 اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب، لاہور، 1972، 345/9

Urdu Encyclopedia of Islam, University of the Punjab, Lahore, 1972, 9/345

3 المائدہ:67:5

Al-Ma'idah,5:67.

4 البخاری، محمد بن اسماعیل، **الصحیح البخاری**، (دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ)، ۷۔

Al-Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, (Dār Tawq al-Najāḥ, 1422H), NO:7

5 آل عمران، 110:3

Āl- ʿImrān, 3:164.

6 التوبہ 71:9

Al-Tawbaḥ ,9:71.

7 النحل، 125:61

Al-Naḥl,61: 125.

8 النحل، 97:61

Al-Naḥl,61: 97.

9 الممتحنہ،12:60۔

Al-Mumtaḥina,60:12.

10 مسلم بن الحجاج، **صحیح مسلم**(بیروت:دارالجیل،1949ء)،3:13 ۔

Muslim bin al-Hajjaj, *Sahih Muslim* (Beirut: Dar al-Jail, 1949), 3:13.

11 ابن سعد، محمد بن سعد، **الطبقات الکبریٰ**(مدینہ منورہ: مکتبۃ العلوم،1408ھ)،8:217۔

Ibn-e-Saad,Muḥammad Bin Saad, *Al-Ṭabqāt-al-kubra*, (Madīna Munwaraḥa: Maktabaḥ-al-ʿUlūm, 1408 AH), 8: 217.

12 البخاری، **الصحیح البخاری**،1:23۔

Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ* al-Bukh*ārī*, 1:23.

13 البخاری، **الصحیح البخاری**،1:21،22۔

Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ* al-Bukh*ārī*, 1:23-22.

14 محمد بن ابی بکر قرطبی، **الجامع لأحکام القرآن**(الریاض:دار عالم الکتب،2003م)،12:158۔

Muḥammad Bin Abī Bakar Qurṭabī,Al-Jamiʿ Li'aḥkāmil Qur'ān(Al-Riyāḍ:Dār ʿālim Al-Kutub,2003),12:158.

15 البخاری، **الصحیح البخاری**،1:21،22۔

Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ* al-Bukh*ārī*, 1:23-22.

16 ابن عبدالبر، یوسف بن عبداللہ، **الإستیعاب**(المغرب:وزارۃ الأوقاف،1387ھ)،4:1826۔

Ibn ʿAbd al-Barr, Yūsuf bin ʿAbdullah, *Al-Isti'ab* (Al-Maghrib: Wizāraḥ al- Aūqāf, 1387, AH), 4: 1826.

17 البخاری، **الصحیح البخاری**،1:21،22۔

Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ* al-Bukh*ārī*, 1:23-22.

18 ذہبی، محمد بن أحمد، **تذکرۃ الحفاظ**(قاہرہ: دار الحدیث، س۔ن)، 1:27۔

Dhaḥabī, Muhammad ibn Ahmad, *Tazkiraḥ-tul Ḥuffāẓ* (Qaḥiraḥ: Dār al-Hadīth, S.N.), 1:27.

19 النشاپوری، محمد بن عبداللہ، **المستدرک للحاکم**،(لاہور: شبیر برادران،2010)3:782۔

Al-Nishāpūrī, Muḥammad Bin ʿAbdullaḥ, *Al-Mustadrik Lil Ḥākim*,(Lāḥore: Shabīr Brothers, 2010) 3: 782.

20 الاحزاب، 35:33

Al-Aḥzāb, 33:35.

21 ابن حجر، **تہذیب التہذیب**(ہند: دائرہ معارف، ۱۳۲۶ھ)، 455:12

Ibn e Ḥajar,Taḥzīb al-Taḥzīb (Ḥind: Da'ira M'aarif,1326 AH),12:455.

22 مسلم بن الحجاج، **صحیح مسلم**،4:19۔

Muslim bin al-Hajjaj, *Sahih Muslim*, 4:19.

23 الاحزاب،33:33

Al-Aḥzāb, 33:35.

24 النساء،34:4

An-Nisa, 4: 34.

25 التحریم،6:66

Al-Tahrīm:6:66 .

26 البخاری، **الصحیح البخاری**، 783:2۔

Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ* al-Bukh*ā*r*ī*, 2:783.

27 ابن ماجہ، محمد بن یزید، **سنن ابن ماجہ** (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، 2007ء)، رقم:2848.

Ibn Māja, Muḥammad Bin Yazīd,*Sunan Ibn Māja*(Lahore:Maktaba Rahmāniya,2007),No:2848.

28 مسلم بن الحجاج، **صحیح مسلم**،33:2۔

Muslim bin al-Hajjaj, *Sahih Muslim*, 2:33.

29 ترمذی، **سنن الترمذی** (مصر: مکتبۃ مصطفی،1975ء)،2:14۔

Tirmadhī,*Sunan Al-Tirmadhī*(Misar: Maktaba Muṣṭafā,1975AD),2:14.

30 الشعراء،214:26۔

Al-Shuʿarā,26:214

31 البخاری، **الصحیح البخاری**، 783:2۔

Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ* al-Bukh*ā*r*ī*, 2:783.

32 البخاری، **الصحیح البخاری**، 783:2۔

Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ* al-Bukh*ā*r*ī*, 2:783.

33 ابن سعد، **الطبقات الکبری**،217:8۔

Ibn-e-Saad , *Al-Ṭabqāt-al-kubra*,8: 217.

34 آل عمران،110:3۔

Āl- ʿImrān, 3:110.

35 البخاری، **الصحیح البخاری**، 783:2۔

Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ* al-Bukh*ā*r*ī*, 2:783.

36 ابن حجر، **تہذیب التہذیب**، 463:12

Ibn e Ḥajar,*Taḥzīb al-Taḥzīb*,12:463.

37 ولی الدین تبریزی، **مشکاۃ المصابیح** (ملتان: مکتبہ امدادیہ)، 213:1۔

Walī al Dīn Tabrīzī, *Mishkāt al Maṣabīḥ* (Multān: Maktaba Imdadīa), 1:213.

38 مسلم بن الحجاج، **صحیح مسلم**،33:2۔

Muslim bin al-Hajjaj, *Sahih Muslim*, 2:33.

39 احمد شلبی، **تاریخ تعلیم وتربیت اسلامیہ**(لاہور:ادارہ معارف اسلامی،2009)،1247-2620۔

Aḥmad Shalabī, *Tarīkh Talīm-ū-Tarbiyat-e-islāmīya* (Lāhore: Idāraḥ M'ārif Islāmī, 2009 AH),1247-2620 -

40 دیکھیے:پراسپیکٹس،الھدی انٹرنیشنل فاؤنڈیشن انسٹی ٹیوٹ،www.alhuda.pk.com

41 دیکھیے:پراسپیکٹس،النورانٹرنیشنل اسلامک اینڈریسرچ،www.alnoor.pk.com

42www.annisa.pk.com

43www.zaynabacademy.com

44 نیز دیکھیے:عائشہ شاہد،پاکستان میں خواتین کی دعوتی تنظیمات، تجزیاتی مطالعہ۔مقالہ برائے ایم فل علوم اسلامیہ، شیخ زاید اسلامک سینٹر،پنجاب یونیورسٹی،لاہور، سیشن2014-2016